(غلام گردش)

بوڑھا آدمی، ایٹمی جنگ اور گرد

سناؤ ٹوسوبوئی (Sunao Tsuboi) بیس برس کا شاندار نوجوان تھا۔ پُرعظم، ہمت اور آگے بڑھنے کے جذبے سے معمور۔ اردگرد کے افراد جانتے تھے کہ کوئی بھی ٹوسوبوئی کو آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتا۔ یونیورسٹی میں انتہائی خوبصورت تقاریر کرنے سے طالبعلموں میں بہت مقبول تھا۔ مگر 6 اگست، 1945 کو اسکی پوری زندگی مکمل طور پر تبدیل ہوگئی۔ یہ دن روح اور جسم کو گھائل کر کے اسکے دماغ پر ایسا کاری زخم لگا گیا جس سے وہ آج تک باہر نہیں نکل سکا۔ آج یہ نوجوان زندگی کی ستر بہاریں دیکھنے کے باوجود بھی 6 اگست کے اندر مقید ہے۔

سناؤ ہیروشیما کا رہنے والا تھا۔ یہ شہر بدقسمتی سے دنیا کے پہلے ایٹم بم کا شکار ہوا۔ امریکی B-29 بمبار ہوائی جہاز نے صبح چھ بجے پندرہ کلوٹن کا ایٹم بم جاپان کے ایک ہنستے بستے شہر پر گرادیا۔ اسکے بعد صرف قیامت تھی۔ جیسے ہی بم گرنے سے تباہ کن دھماکہ ہوا، سناؤ ہوا میں معلق ہوگیا۔ گھر کے باہر بیٹھا ہوا تھا۔ فضا میں چالیس فٹ بلند ہونے کے بعد اصل مقام سے بائیس فٹ کے فاصلہ پر جا گرا۔ کچھ سمجھ نہ آیا کہ یہ کس چیز کا دھماکہ تھا۔ قطعاً علم نہیں تھا کہ ایٹم بم کی تباہ کاری کا نشانہ بن چکا ہے۔ کچھ اندازہ نہیں کہ کتنا عرصہ بے ہوش رہا۔ جب آنکھ کھلی تو یقین نہ آیا کہ کیا دیکھ رہا ہے۔ اردگرد کی تمام عمارتیں منہدم ہوچکی تھیں۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ عمارتیں صرف اور صرف ملبہ میں تبدیل ہوچکی تھیں۔ لگتا تھا کسی جن نے شہر پر مکا مار کر ہر چیز کو تباہ کر دیا ہے۔ سناؤ کا خیال تھا کہ وہ مر چکا ہے یا کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔ درد کی شدت نے اسے زندہ رہنے کا احساس دلایا۔ پورا جسم جل چکا تھا۔ کپڑے مکمل طور پر پھٹ چکے تھے۔ اُٹھنے کی کوشش کی تو اندازہ ہوا کہ ریڑھ کی ہڈی میں شدید تکلیف ہے۔ لوگ پاگلوں کی طرح ایک جانب سے دوسری سمت بھاگ رہے تھے۔ ہر کوئی اپنے پیاروں کو تلاش کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر یہ صرف کوشش تھی اور وہ بھی ناکام۔ ہر طرف جلی ہوئی لاشیں تھیں۔ مردہ جسم ایک دوسرے کے اوپر ایسے پڑے ہوئے تھے جیسے بے ترتیب اینٹیں۔ جلے ہوئے انسانی گوشت کی بدبو ہر طرف موجود تھی۔ یہ بدبو اس درجہ بھیانک تھی کہ سانس لینا مشکل تھا۔ سناؤ نے دیکھا کہ سینکڑوں مرد، خواتین اور بچے چل رہے ہیں۔ انکے منہ، ناک، آنکھوں اور کان سے خون بہہ رہا ہے۔ چلتے چلتے گرتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ تکلیف کی شدت سے آواز نکالنے سے بھی قاصر تھے۔ اَن گنت افراد اپنے پیٹ کی آنتریاں ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ ایک بچی اپنی داہنی آنکھ کو ہاتھ میں لیے زور زور سے چیخیں مار رہی تھی۔ اکثر لوگ مرنے سے پہلے اپنے بازوؤں اور ٹانگوں سے محروم ہو چکے تھے۔ درجہ حرارت اس قدر زیادہ تھا کہ متعدد لوگ شہر سے متصل دریا میں چھلانگ لگا کر بچنا چاہتے تھے۔ مگر اَجل کا فرشتہ تو پانی میں بھی کسی کو نہیں بخشتا۔ دریا بھی لاشوں سے اَٹا ہوا تھا۔ سناؤ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد بیہوش ہوگیا۔ اسے کون ہسپتال لایا، کب لایا، کتنے دن بیہوش رہا، کچھ یاد نہیں۔ مگر ہسپتال میں پورے پچاس دن کومے میں رہا۔ بے ہوشی ختم ہونے کے چند دن بعد پتہ چلا کہ امریکہ نے ہیروشیما پر ایٹمی حملہ کیا تھا۔ سناؤ کا چھ اگست کے متعلق یقین تھا کہ زندہ یا مردہ دوزخ میں جا چکا ہے۔ ہیروشیما پر ایٹمی حملے میں پہلے دو سے تین منٹ میں ساٹھ سے اَسی ہزار افراد مارے گئے۔ چند دنوں میں انکی تعداد ڈیڑھ لاکھ

سے تجاوز کر چکی تھی۔ چند روز بعد دوسرا حملہ ناگا ساکی پر ہوا اور پورے کا پورا شہر قبرستان بن گیا۔

سناؤ اس حادثہ کے بعد گیارہ مرتبہ ہسپتال جا چکا ہے۔ دو طرح کے کینسر کا مرض لاحق ہو چکا ہے۔ متعدد بار ڈاکٹر جواب دے چکے ہیں۔ مگر وہ آج تک زندہ ہے۔ سناؤ صحت مند تو خیر کبھی نہیں ہو سکا مگر اس نے ایک تنظیم بنائی۔ اسکا نام ہبا کوشا (Hiba Kusha) ہے۔ تمام افراد جو ایٹمی جنگ میں کسی بھی وجہ سے زندہ رہے، تمام کے تمام اسکے رکن ہیں۔ تنظیمی ڈھانچہ کا سربراہ ہے۔ پوری دنیا میں لیکچر دیتا ہے کہ ایٹمی جنگ کتنی تباہ کن ہوتی ہے۔ بتاتا ہے کہ تمام تر ترقی کے باوجود جاپان کے یہ بدقسمت شہر کبھی بھی پہلے جیسے نہیں رہے۔ ستر سال گزرنے کے باوجود آج بھی پیدا ہونے والے کئی بچے اور بچیاں بنیادی اعضاء سے محروم ہوتے ہیں۔ ہزاروں نوجوان خواتین ایسی ہیں جو دھماکہ کے بعد پیدا ہوئی مگر وہ کبھی بھی ماں نہیں بن سکیں۔ انسانی بیماریوں کی ایک یلغار ہے جو آج تک لوگوں کا تعاقب کر رہی ہے۔ فصلیں پھول اور پودے کئی جگہ جڑ نہیں پکڑ سکے۔ ہبا کوشا کے فورم سے سناؤ صرف ایک پیغام دیتا ہے۔ ایٹمی جنگ سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ سکائپ پر لیکچر دیتے ہوئے سناؤ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ سمجھانا چاہتا ہے کہ ایٹمی جنگ کی تباہ کاریاں ابھی تک مکمل طور پر معلوم ہی نہیں ہو سکیں۔ اب سناؤ کے لئے ایک اور چیلنج ہے۔ وہ اور اسکے ساتھی بہت زیادہ عمر رسیدہ ہو چکے ہیں۔ انکے اندر اس درجہ توانائی نہیں رہی کہ بھرپور طریقے سے بنیادی پیغام عام لوگوں تک پہنچا سکیں۔ سناؤ نے اپنی تنظیم کی رکنیت بڑھا دی ہے۔ اب نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی ممبر بن رہے ہیں۔ سناؤ کہتا ہے کہ اسکی نسل کے لوگ جب دنیا سے چلے جائینگے، اس وقت بھی ایسے باخبر افراد ہونے چاہیے جو انسانوں کے شعور کو اس سطح پر لے جائیں جہاں ایٹمی جنگ ناممکن ہو جائے۔

پلوشیئر زفنڈ (Ploughshares Fund) بین الاقوامی سطح کا تحقیقاتی ادارہ ہے۔ ایٹمی ہتھیاروں پر جامع رپورٹیں شائع کرتا رہتا ہے۔ دنیا میں نو ریاستیں ایسی ہیں جسکے پاس یہ تباہ کن ہتھیار موجود ہیں۔ کرہِ ارض پر اس وقت تقریباً ساڑھے پندرہ ہزار ایٹمی ہتھیار موجود ہیں۔ ترانوے فیصد کے مالک روس اور امریکہ ہیں۔ ادارے کی تحقیق کے مطابق امریکہ اور روس کے بعد، فرانس، یو کے، پاکستان، چین، ہندوستان، شمالی کوریا اور اسرائیل ان ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ پاکستان کے پاس محتاط اندازے کے مطابق ہندوستان سے کافی زیادہ ایٹمی ہتھیار موجود ہیں۔ ادارہ کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں کشمیر واحد مسئلہ ہے جس پر ایٹمی جنگ ہو سکتی ہے۔ دونوں ملکوں کی مکمل تباہی تو خیر بنیادی حقیقت ہے مگر پوری دنیا اسکی لپیٹ میں آ جائیگی۔ اگر دونوں ممالک سو کے لگ بھگ ہتھیار استعمال کرتے ہیں تو پوری دنیا پر گرد کے اتنے گھمبیر بادل چھا جائینگے جسکی وجہ سے سورج کی کرنیں زمین پر نہیں پہنچ سکتیں۔ گرد کا فضائی سیلاب سال ہا سال تک محیط ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ پورے کرہِ ارض کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس میں یورپ، امریکہ، روس اور ہر ملک کی فضا شامل ہے۔ سورج کی روشنی کے بغیر پوری دنیا میں فصلوں کا کاشت کرنا ناممکن ہو جائیگا۔ غلہ کی کمیابی کی بدولت دنیا میں ایسا قحط آئیگا جس سے ایک ارب انسان متاثر ہو سکتے ہیں۔ بالکل اس طرح سردی کی شدت اس درجہ بڑھ جائیگی جسکی بدولت زمین پر انسانی زندگی معدوم ہو سکتی ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کی ایٹمی جنگ کے نتائج صرف برصغیر تک محدود نہیں رہینگے بلکہ پوری دنیا کی نسل انسانی ختم ہو سکتی ہے۔ اسکے علاوہ پلوشیئر زفنڈ نے ایک اور خدشہ کا بھی اظہار کیا ہے۔ ایٹمی ہتھیار غلط ہاتھوں میں بھی جا سکتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق یہ

خطرہ امریکہ سے لیکر ہر نیوکلیئر طاقت کو لاحق ہے۔تحقیق کے مطابق ایٹمی ہتھیار کے غلط ہاتھوں میں جانے کی کئی کوششیں ہوچکی ہیں۔چند کوششیں تو تقریباً کامیابی کے نزدیک پہنچ چکی تھیں۔دنیا کی نو ایٹمی طاقتوں کے علاوہ درجنوں ریاستیں ایسی ہیں جہاں نیٹو اور روس نے نیوکلیئر ہتھیار نصب کرر کھے ہیں۔ان میں بلجیئم ،اٹلی ،ہالینڈ اور ترکی سرفہرست ہیں۔ایٹمی ہتھیاروں کی اصل تعداد کسی کے علم میں نہیں ہے۔پندرہ ہزار کی عددی تعداد ایک محتاط اندازہ ہے۔مگر ان میں سے محض چند درجن ہتھیار نسل انسانی کو ختم کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

اس پسِ منظر میں موجودہ حالات کا جائزہ لیجئے۔اری کے حملہ میں سترہ بھارتی فوجی مارے گئے۔ان میں سے تیرہ افراد آگ لگنے سے جھلس کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔آج تک اس میں پاکستان کے ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔کنٹرول لائن پر تھرمل کیمرے اور سینسر آلات نصب ہیں۔دونوں ممالک سے رات کے اندھیرے یا دن کے اُجالے میں بھی کوئی شخص کنٹرول لائن عبور نہیں کر سکتا۔کسی بھی ثبوت کے بغیر بھارتی وزیر اعظم ،وزیر داخلہ اور فوج کے اہم لوگوں نے پاکستان کو اس حملہ کا ذمہ دار ٹھہرا دیا۔صرف دو گھنٹے کے قلیل وقت میں بغیر کسی ثبوت کے یہ اعلان غیر ذمہ داری کی انتہا ہے۔بھارتی ابتدائی اعلانات اس درجہ اشتعال انگیز تھے کہ میڈیا میں طوفان برپا ہو گیا۔ہر طرف جنگ اور انتقام کی باتیں شروع ہوگئیں۔بی جے پی کی سیاسی حکومت اس جذباتی طوفان کو بڑھانے میں بنیادی کردار ادا کرتی رہی۔چند دن گزرنے کے بعد بالاخر بھارت میں متعدد سوچ سامنے آنے لگی کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔بی جے پی کی حکومت کی گرتی ہوئی سیاسی ساکھ کو بحال کرنے کا مقصد بھی صاف نظر آنے لگا۔بھارتی حکومت کے بالکل برعکس پاکستان نے انتہائی ذمہ داری کا ثبوت دیا۔اعلیٰ ترین سطح پر رابطوں کے باوجود بھارتی حکومت اری کے واقعہ کا کوئی ثبوت فراہم نہ کر سکی۔

مشکل بات یہ بھی ہے کہ پاکستان میں بھی چند لوگوں نے غیر ذمہ دار بیانات دینے کی کوشش کی ہے۔ایٹمی جنگ کے بارے میں ایسے بات کرتے ہیں جیسے یہ چند پٹاخے ہیں۔انکو اس کی تباہ کاری سے کوئی غرض نہیں۔دونوں طرف اس طرح کے افراد موجود ہیں۔ہمیں یہ چیز سمجھنی چاہیے کہ ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے کیلئے قطعاً نہیں ہوتے۔انکا بنیادی مقصد جنگ کو روکنے کا ہے۔نیوکلیئر ہتھیاروں کی موجودگی جنگ نہ ہونے کی ضمانت ہے۔دنیا کا مروجہ دستور یہی ہے۔اس وقت جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہے۔مفاہمت اور امن کی حد درجہ کوششوں کی ضرورت ہے۔یقین ہے کہ دونوں ممالک جنگ کی طرف نہیں جائینگے۔بین الاقوامی قوتیں بھی ایسا نہیں ہونے دینگی۔دونوں ملکوں کے لوگوں نے تصور میں بھی ایٹمی جنگوں کی تباہ کاری نہیں دیکھی۔اس وقت سناؤ ٹو سوبوئی کی بات غور سے سننی چاہیے۔شائد اس بوڑھے آدمی سے ہم ایٹمی جنگ کا اصل نقصان سمجھ سکیں۔اسکی زخمی روح تو یہی کہتی ہے کہ ایٹمی جنگ بالکل نہیں ہونی چاہیے۔بلکہ جنگ ہی نہیں ہونی چاہیے!

راؤ منظر حیات